عظمت وشان حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، تابعین عظام، آئمہ کرام، اور علماء ومحدثین، کی نظر میں

فتویٰ علی احمد سندیلوی

بر دشمنان معاویہ

پیش کش:

دفاع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وٹس ایپ گروپ

٭عظمت وشان حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ،تابعین عظام،آئمہ کرام،اور علماء ومحدثین، کی نظر میں!٭

قسط: 427 حصہ ملحقہ (۲۳۰)

فتوی علی احمد سندیلوی

بردشمنان معاویہ

پیش کش:

دفاع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وٹس ایپ گروپ

عظمت وشان حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ

از علامہ علی احمد سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ علی احمد سندیلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "مقام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ" میں فرماتے ہیں:

سوال:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو برا کہنے اور گالیاں دینے والے کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟ بینوا وتو جروا۔

الجواب الموافق للصواب:

بعض لوگ بظاہر اپنے آپ کو سنی حنفی کہتے ہیں۔لیکن وہ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و فاجر کہتے ہیں" نعوذ باللہ من ذالک" یہ طائفہ پہلے تو اہل بیت کی محبت اور بزرگان دین کی مودت ظاہر کرتا ہے جب تمام لوگ اس کے دام پرفریب میں پھنس جاتے ہیں۔تب اس عقیدہ باطلہ کا ذکر لوگوں میں پھیلا کر قصرِ ایمان کو تباہ و برباد کرتا ہے۔العیاذ باللہ! جو شخص حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق کہتا اور گالیاں دیتا ہے اور ان کو مطعون کرتا ہے۔وہ خود فاسق ہے،اس کو امام بنانا گناہ ہے، اس کے پیچھے نماز قریب حرام اور واجب الاعادہ ہے۔وہ اہلسنت سے نہیں۔کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:" اصحابی کالنجوم فبایھم اقتدیتم اھتدیتم" میرے سارے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں،تم ان

میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے، راہ یاب ہو جاؤ گے۔

اور ارشاد فرمایا:

" اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم و من أبغضھم فببغضی أبغضھم و من اذاھم فقد اذی اللہ و من اذی اللہ فیوشك أن یأخذہ۔

میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے بعد ان کو نشانہ نہ بنانا جو ان کو دوست رکھتا ہے۔ وہ میری محبت سے ان کو دوست رکھتا ہے اور جو ان سے دشمنی رکھتا ہے وہ میری دشمنی سے ہی ان سے دشمنی رکھتا ہے، اور جو ان کو ایزا دیتا ہے وہ بلا شبہ اللہ تعالی کو ایزا دیتا ہے۔ اور جو اللہ کو ایزا دیتا ہے، عنقریب اللہ اسے پکڑے گا۔

اور فرمایا:"

إذا رائیتم الذین یسبون اصحابی فقولوا العنة اللہ علی شرکم "

(ترمزی)

جب تم دیکھو کہ جو میرے اصحاب کو گالیاں دیتا ہے تو کہو تمہارے شر سے اللہ کی لعنت ہو۔

سب صحابہ کو (گالی دینا) حرام ہے۔ جیسا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے ظاہر ہے اور علامہ نووی تحریر فرماتے ہیں

: و اعلم ان سب الصحابة حرام فواحش المحرمات سواء منملابس الفتن منھم وغیرہ لانھم مجتھدون فی تلك الحرب و متاولون و قال القاضی و سب احدھم من المعاصی الکبائر "

اور جان لے کہ صحابہ کو گالی دینا حرام ہے فواحش محرمات سے ہے، چاہے وہ صحابہ ہوں جو فتنہ

میں ملابس ہوئے۔ (جیسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ) کیونکہ وہ باہمی مجتہد اور متاول ہیں۔ اور قاضی نے فرمایا: کسی صحابی کو گالی دینا گناہ کبیرہ ہے۔

اچھا اگر کوئی بدطینت، بدبخت ایسا ہو جو نعوذ باللہ صحابہ کو گالیاں دے۔ تو اس کا کیا حکم ہے آگے فرماتے ہیں:'' مذھبنا ومذھب جمھور انہ یعزرولا یقتل وقال بعض المالکیہ یقتل'' (نووی ص ۳۱۰) اور جمہور کا مزہب یہ ہے کہ اس کو تعزیر دی جائے گی۔ اور قتل نہ کیا جائیگا اور بعض مالکیہ نے فرمایا: کہ قتل کیا جائے گا۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو اپنا مسلمان بھائی قرار دیا ہے، چنانچہ انہوں نے اپنے ایک گشتی مکتوب میں تحریر فرما کر مختلف بلاد و امصار میں ارسال کیا، جو نہج البلاغۃ مطبوعہ طہران ص ۵۰۲ میں ہے۔

آپ نے فرمایا:

'' و من کتاب علیہ السلام کتبہ الی اھل الامصار القوم یقص فیہ ما جری بینہ و بین اھل صفین و کان بدء امرنا انا التقینا القوم من اھل الشام و الظاھر ان ربنا واحد و نبینا واحد و دعوتنا فی الاسلام واحدۃ و لا نستزیدھم فی الایمان باللہ و التصدیق برسولہ و لا یستزیدوننا الامر الا ما اختلفنا فیہ من دم عثمان و نحن منہ براء''

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مکتوب مختلف بلاد و امصار میں بھیجا، اس میں جنگ صفین کا واقعہ درج تھا کہ ہمارے معاملہ کی ابتدا یوں ہے کہ ہماری اور اہل شام کی آپس میں جنگ چھڑ گئی اور یہ ظاہر ہے کہ ہم دونوں فریق کا ایک خدا اور ایک رسول ہے اور ہمارا اسلام میں بھی دعوی ایک رہا ہے۔ ہم ان سے دربارۂ اعتقادات توحید و رسالت کچھ زیادتی نہیں چاہتے اور نہ اس بارہ میں وہ ہم سے کچھ

زیادتی کے طالب ہیں، بات ایک ہی ہے۔اختلاف صرف عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق تھا، حالانکہ ہم اس الزام سے بری ہیں۔

حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا یہ مکتوب اس تنازعہ کے متعلق صریح فیصلہ ہے، آپ نے اس میں بالتصریح تحریر فرمایا کہ ہمارا اور اہل شام (حضرت معاویہ اور ان کے گروہ) کا اسلام اور ایمان کے بارے میں کوئی اختلاف اور جھگڑا نہیں ہے۔ہم ان کو توحید و رسالت میں کامل الایمان سمجھتے ہیں اور وہ ہم کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ہمارا اور ان کا صرف یہ اختلاف تھا کہ انہوں نے اپنے خیال میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل کا ذمہ دار ہمیں قرار دیا، حالانکہ ہم اس الزام سے بالکل بری الذمہ ہیں۔

اور شیعوں کی کتاب قرب الاسناد میں ہے:"

عن جعفر عن ابیہ ان علیا علیہ السلام کان یقول لاھل حربہ انا لم نقاتلھم عن التکفیر و لم نقاتلھم علی النکیر لنا و لکنا راینا انا علی حق و راوا انھم علی حق" (قرب الاسناد ص ۴۵ مطبوعہ تہران طبع جدید)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ساتھ لڑنے والوں کا اس انداز سے ذکر کرتے تھے کہ ہم نے ان سے اس وجہ سے لڑائی نہیں کی کہ وہ ہمیں کافر کہتے تھے، اور نہ ہی ہم انہیں کافر قرار دے کر لڑے۔بلکہ ہوا یوں کہ انہوں نے خود کو حق پر جانا اور ہم نے اپنے آپ کو حق پر سمجھا۔دونوں فریق حق کی خاطر اور حق پر ہوتے ہوئے ٹکرا گئے، کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی۔

تفسیر قرطبی میں ہے:

" قال الحارث الاعور سئل عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ و ھم القدوۃ عن قتال اھل البغی من اھل الجمل و صفین مشرکون ھم قال لا من الشرک

فروا فقیل امنافقون؟ قال لا لان المنافقین لا یذکرون اللہ الا قلیلا لہ فما حالھم قال اخواننا بغوا علینا" (قرطبی جز ۶ ص ۱۳۲۴ الحجرات: انما المؤمنون اخوۃ)

حارث اعور کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جنگ جمل اور جنگ صفین کے شرکاء کے بارے میں پوچھا گیا جنہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ انکے مقابل لشکروں کے کرتادھرتا تھے۔کیا وہ مشرک ہیں؟ فرمایا: نہیں وہ تو شرک سے دور نکل بھاگے ہیں (کیونکہ وہ حلقۂ بگوش اسلام ہو چکے ہیں) پھر پوچھا گیا: اچھا تو وہ منافق ہوں گے؟ فرمایا: ہرگز نہیں، (کیونکہ منافقین تو اللہ کو بہت کم یاد کرتے ہیں اور دونوں جنگوں کے شرکاء کثرت سے اللہ کا ذکر کرتے ہیں) پھر پوچھا گیا: پھر انکی کیا حالت ہے؟ فرمایا: ہمارے ہی بھائی ہیں۔جنہوں نے ہماری اطاعت نہیں کی۔

مجمع الزوائد میں ہے:

" وقال علی رضی اللہ عنہ قتلای و قتلی معاویۃ فی الجنۃ رواہ الطبرانی و رجالہ وثقوا ۔ (مجمع الزوائد منبع الفوائد ج ۵ جز ۹ ص ۳۵۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ میرے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے والے اور شہید ہونے والے تمام جنتی ہیں۔اس روایت کو امام طبرانی نے ذکر کیا اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن اور برا کہنے والوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے فرمایا

:" وقد سمع قوما من اصحابہ یسبون اھل الشام ایام حربھم بصفین انی اکرہ

لکم ان تکونوا سبابین و لکنکم لو وصفتم اعمالھم و ذکر تم حالھم کان اصوب فی القول و ابلغ فی العذر و قلتم مکان سبکم ایاھم ۔ اللھم احقن دماءنا و دماءھم و اصلح ذات بیننا و بینھم و اھدھم من ضلالتھم حتی یعرف الحق جھلہ و یرعوی عن الغی و العدو ان من لھج بہ"۔ (نہج البلاغۃ خطبہ ۲۰۶ ص ۳۲۳ مطبوعہ بیروت)

جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے چند آدمیوں سے شامیوں کے بارے میں گالی سنی تو فرمایا: میں تمہیں گالی دینے والا سن کر بہت خفا ہوتا ہوں ۔کیا بہتر ہوتا کہ تم گالی کی بجائے ان کے اچھے کام اور انکی خوبی کی حالت بیان کرتے اور تم گالی کی جگہ انکے لئے یہ کلمات کہتے ۔" اے اللہ! ہمارے اور ان کے خون کو گرنے سے بچا اور ہمارے درمیان صلح وصفائی پیدا فرمادے اور انہیں گمراہی سے ہدایت عطا فرما، یہاں تک کہ حق کو اس سے ناواقف جان لے ۔اور جھگڑالو شخص جھگڑے اور باہمی نزاع سے باز رہے ۔

امالی طوسی شیعہ میں ہے ۔شیخ ابو جعفر طوسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وصایا کو جمع کیا جو آپ نے اپنے دوستوں کے لئے لکھیں، ان میں ایک یہ تھی:" واوصیکم بالصلوۃ والزکوۃ والجھاد .... واوصیکم باصحاب نبیکم لا تسبوھم" ۔(الامالی شیخ طوسی ص ۳۶ ج دوم مطبوعہ نجف اشرف الجزء الثامن عشر) میں تمہیں نماز پڑھنے، زکوۃ ادا کرنے اور جہاد کرنے کا حکم دیتا ہوں اور تمہیں اصحاب نبی کے بارے میں حکم دیتا ہوں کہ ان کو گالی نہ دو ۔

حضور علیہ السلام نے بھی ان دونوں گروہوں کو مسلمان فرمایا:

" عن ابی بکرۃ قال بینما النبی ﷺ یخطب إذا صعد الیہ الحسن فضمہ الیہ و

قال ان ابنی هذا سید و ان الله لعله ان یصلح به بین فئتین من المسلمین عظیمتین"۔ (کشف الغمه فی معرفة الأئمه ج اول ص۱۶۵ مطبوعه تبریز تذکره امام حسن رضی الله عنه)

ابی بکرۃ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران یکا یک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے، تو آپ نے انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔

حضرات حسنین کریمین نے حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور تادم آخر اس پر قائم رہے، چنانچہ شیعوں کی کتاب رجال کشی میں مذکور ہے:

" قیس بن سعد بن عبادة جبرئیل بن احمد و ابو اسحق حمدونة و ابراهیم ابن نفیر قالوا حدثنا محمد بن عبد الحمید العطار الکوفی عن یونس بن یعقوب عن فضل غلام محمد بن راشد قال سمعت ابا عبد الله علیه السلام یقول ان معاویة کتب الی الحسن بن علی صلوات الله علیهما ان اقدم انت و الحسین و اصحاب علی، فخرج معهم قیس بن سعد بن عبادة الانصاری و قدموا الشام فاذن لهم معاویة و اعدلهم الخطباء و قال یا حسن قم فبایع فقام فبایع ثم قال للحسین علیه السلام قم فبایع فقام فبایع ثم قال یا قیس قم فبایع فالتفت الی الحسین علیه السلام ینظر ما یأمره فقال یا قیس انه امامی یعنی الحسن علیه السلام"۔ (رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعه کربلا ذکر قیس بن سعد)

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ امیر معاویہ رضی اللہ

عنہ نے امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ کی طرف رقعہ لکھا جس میں تحریر تھا کہ آپ حضرت امام حسین اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے ساتھیوں کو لے کر میرے ہاں تشریف لاؤ، امام حسن رضی اللہ عنہ جب انہیں لے کر نکلے تو ان کے ساتھ قیس بن سعد بن عبادہ انصاری رضی اللہ عنہ بھی تھے، شام پہنچے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی اور ان کے لیے خطیب مقرر کئے پھر کہا: اے حسن رضی اللہ عنہ! اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ اٹھے اور بیعت کی، پھر امام حسین رضی اللہ عنہ کو کہا، آپ اٹھئے اور بیعت کیجئے، وہ اٹھے اور بیعت کی، پھر قیس رضی اللہ عنہ کو کہا، آپ بھی اٹھو اور بیعت کرلو تو اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھا کہ آپ اس بارے میں یعنی کیا اشارہ فرماتے ہیں تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: قیس! امام حسن رضی اللہ عنہ میرے امام ہیں، ان کی بیعت کر لینے کے بعد ہمیں تردد نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کو دنیا و مافیہا سے افضل جانا شیعوں کی کتاب احتجاج طبرسی میں ہے:

"عن حنان بن سدید عن ابی سدید عن ابیہ عن ابی سعید عقیصی قال لما صالح الحسن بن علی بن ابی طالب معاویۃ بن أبی سفیان دخل علیہ الناس فلامہ بعضھم علی بیعتہ فقال علیہ السلام ویحکم ما تدرون ما عملت و اللہ للذی عملت لشیعتی خیر مما طلعت علیہ الشمس او غربت الا تعلمون انی امامکم و مفترض الاطاعۃ واحد علیکم واحد سیدی شباب اھل الجنۃ بنص من رسول اللہ علی؟ (احتجاج طبرسی ج دوم مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید۔ طبع قدیم ص ۱۵۷ احتجاج الحسن علی من انکار علیہ)

جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کرلی تو کچھ لوگوں نے آ

کر انکے بیعت کر لینے پر ان کی ملامت کی تو، ان کے جواب میں امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری بربادی ہو، تم نہیں جانتے میں نے جو کچھ کیا اللہ کی قسم! دنیا و مافیہا سے میرے شیعوں کے لئے بہتر ہے۔کیا تم جانتے نہیں ہو کہ تمہارا امام ہوں اور تم پر میری اطاعت لازم کر دی گئی ہے اور میں جنگ کے دو سرداروں میں ایک ہوں، جن کی زیارت کو حضور ﷺ نے بطور نص بیان فرمایا۔

اس صلح پر مسلمانوں نے جگہ جگہ خوشی منائی اور مسلمانوں میں عرصہ کی بے امنی کے بعد یک جہتی پیدا ہوگئی۔ باہمی خونریزی سے مسلمانوں کو نجات ملی اور امن قائم ہوگیا۔

ملا باقر مجلسی شیعی نے امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

" والذی صنعه الحسن بن علی کان خیراً لهذه الامة " (بحار الانوار ج ۱۰ ص ۱۶۴ بروایت کلینی جلاء العیون ص ۳۲۵)

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے جو کچھ کیا وہ اس امت کیلئے ہر اس شے سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع ہوا۔

عام کتب سیر و تاریخ میں مزکور ہے کہ حضرت حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے وظائف بھی لیتے رہے، یہ بھی اس بات پر دلیل ہے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ ظالم و جابر حاکم نہیں تھے۔ بلکہ حلیم، بردبار، خلیفہ راشد تھے۔

جیسا کہ امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ خلافت راشدہ کس کس کی خلافت تھی؟ کے جواب میں میں فرمایا: ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی، مولا علی، امیر معاویہ، عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ تھی اور اب سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی خلافت خلافت راشدہ ہوگی۔ (ملفوظات اعلی حضرت، مرتب مصطفی رضا خان رحمۃ اللہ علیہ، ناشر، کامیاب دارالتبلیغ، اردو بازار، لاھور)

بعض لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بغض و عناد کی وجہ سے امام حسن رضی اللہ عنہ پر

رشوت لے لینے کا الزام بھی دیتے ہیں ۔(معاذ اللہ) ان لوگوں میں بعض سادات بھی داخل ہیں اور اپنا کرداران کا یہ ہے زکوۃ کا مال کھانے سے دریغ نہیں کرتے اور مسجد و مدرسہ کا فنڈ ہڑپ کر جاتے ہیں، مسلمانوں کو ایسے گمراہوں سے ہوشیار رہنا چاہیے ۔

(۱)۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے مکتوبات شریف میں اچھی بحث کی ہے، اس سے پہلے تمہیداً یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ مجتہد سے صواب و خطا دونوں صادر ہوتے ہیں، خطا دو قسم کی ہے، خطاء عنادی، یہ مجتہد کی شان نہیں ۔

(۲)۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور خطاء اجتہادی یہ مجتہد سے ہوتی ہے اور اس پر عند اللہ اصلاً مواخذہ نہیں مگر احکام دنیا میں وہ دو قسم ہے، خطاء مقر کہ اس کے صاحب پر انکار نہ ہوگا، یہ وہ خطاء اجتہادی ہے جس اے دین میں کوئی فتنہ نہ پیدا ہوتا ہو ۔ جیسے ہمارے نزدیک مقتدی کا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا، دوسری خطاء منکر، یہ خطاء اجتہادی ہے جن کے صاحب پر انکار کیا جائیگا کہ اس کی خطاء باعث فتنہ ہے ۔اس تمہید کے بعد امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب مبارک سے اقتباس سنئے، یاد رکھنا چاہیے" کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم سب کے سب بزرگ ہیں اور سب کو بزرگی سے یاد کرنا چاہیے ۔

خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" ان اللہ اختارنی منہم اصھارا فمن حفظنی فیہم حفظہ اللہ و من اذانی فیہم اذاہ اللہ تعالی"

۔اللہ تعالی نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے اصحاب کو پسند کیا اور ان میں سے بعض کو میرے لئے رشتہ دار سسرالی اور مددگار بنایا، پس جس شخص نے ان کے حق میں مجھے محفوظ رکھا، اللہ

تعالی اسے محفوظ رکھے گا اور جس نے ان کے حق میں مجھے ایزادی اس کو اللہ تعالی نے ایزادی۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللہ و الملئکۃ و الناس اجمعین"۔

جس نے میرے اصحاب کو گالی دی اس پر اللہ تعالی اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔

ابن عدی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ

"ان من اشرار امتی اجرءھم علی اصحابی"۔

میری امت میں سے بدترین وہ لوگ ہیں جو میرے اصحاب پر دلیر ہیں۔

اوران کی لڑائی جھگڑوں کو جو ان (صحابہ کرام) کے درمیان واقع ہونے میں نیک محمل پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا وتعصب سے دور سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ مخالفین تاویل و اجتہاد پر مبنی تھیں نہ ہوا و ہوس پر، یہی اہلسنت کا مزہب ہے۔

لیکن یہ جاننا چاہیے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطاء پر تھے۔ اور حق حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی طرف تھا۔ لیکن یہ خطاء خطائے اجتہادی کی طرح تھی۔ اس لئے ملامت سے دور ہے اور اس پر کوئی مواخذہ نہیں ہے جیسے کہ شارح، مواقف آمدی سے نقل کرتا ہے کہ جمل و صفین کے واقعات اجتہاد سے ہوئے ہیں۔

اور شیخ ابوشکور سالمی رحمۃ اللہ علیہ نے تمہید میں تصریح کی ہے، اہل سنت و جماعت اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور امیر رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑے از روئے اجتہاد رکھے ہوئے ہیں اور اس قول کو اہلسنت کے معتقدات سے فرمایا ہے۔

اور شارح مواقف نے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب اس بات پر متفق ہیں کہ وہ

منازعات از روئے اجتہاد کے نہیں ہوئے۔معلوم نہیں اصحاب سے اس کی مراد کونسا گروہ ہے؟ جبکہ وہ اہل سنت کے برخلاف حکم دیتے ہیں جیسے کہ گزر چکا اور قوم کی کتب خطائے اجتہادی سے بھری پڑی ہیں جیسے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے تصریح کی ہے۔پس امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والوں کے حق میں فسق وضلال کا گمان جائز نہیں ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں بیان کیا ہے:

"قال مالك رضی الله عنه من شتم احداً من اصحاب النبی صلی الله علیه و اله وسلم ابابکر و عمر عثمان و عمرو بن العاص فان قال کانوا علی ضلال و کفر او ان شتم بغیر هذا من مشاتمة الناس نکل نکالا شدیداً فلا یکون محاربو علی کفرة کما زعمت الغلاة من الرفضة فلا فسقة کما زعم البعض و نسبه شارح المواقف الی کثیر من اصحابه کیف و قد کانت الصدیقة و طلحة و الزبیر و کثیر من اصحاب الکریم منهم و قد قتل طلحة و الزبیر فی قتال الجمل قبل خروج معاویة مع ثلثة عشر الفاً من القتلی فتضلیلهم و تفسیقهم مما لا یجزء علیه المسلم الا ان یکون فی قلبه مرض و فی باطنه خبث"۔

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں کسی کو یعنی ابوبکر وعمر وعثمان وعمرو بن العاص رضی اللہ عنہم کو گالی دی اور کہا کہ وہ کفر اور گمراہی پر تھے، یا اس کے سوا اور کوئی گالی نکالی جس طرح لوگ ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں، تو وہ سخت عذاب کا مستحق ہو، کیونکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کیساتھ لڑائی کرنے والے کفر پر نہ تھے۔جیسے کہ بعض کا خیال ہے اور بہت سے اصحاب کی طرف ان کو منسوب کیا ہے۔یہ کس طرح ہوسکتا ہے جبکہ حضرت صدیقہ اور حضرت طلحہ اور

زبیر رضی اللہ عنہم جمل کی لڑائی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خروج سے پہلے تیرہ ہزار مقتولوں کے ساتھ قتل ہوئے، پس ان کو ضلالت اور فسق کی طرف منسوب کرنے پر سوائے اس شخص کے جس کے دل میں مرض اور اسکے باطن میں خبث ہو۔کوئی مسلمان دیر نہیں کرتا۔

یہ جو بعض فقہاء کی عبارتیں میں جو کا لفظ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں واقع ہوا ہے اور کہا ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ جور کرنے والے امام تھے۔تو اس جور سے مراد یہ ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں وہ خلافت کے حقدار نہ تھے، نہ کہ وہ جور جس کا انجام فسق وضلالت ہے، تاکہ اہلسنت کے اقوال کے موافق ہو۔

نیز استقامت والے لوگ ایسے الفاظ بولنے سے جن سے مقصد کے برخلاف وہم پیدا ہو پرہیز کرتے ہیں اور خطاء سے زیادہ کہنا پسند نہیں کرتے۔اور وہ کس طرح جائز ہو سکتے ہیں۔جبکہ صحیح وتحقیق ہو چکا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں امام عادل تھے۔جیسے کہ صواعق میں ہے اور حضرت مولانا جامی نے جو خطائے منکر کہا ہے، انہوں نے زیادتی کی ہے۔خطاء پر جو کچھ زیادہ کریں خطاء ہے اور جو کچھ اس کے بعد کہا ہے کہ وہ اگر لعنت کا مستحق ہے الخ یہ بھی نامناسب کہا ہے۔اس کی تردید کی کیا حاجت ہے؟ اور اس میں کونسا محل اشتباہ ہے، اگر یہ یزید کے حق میں کہتے تو بے شک جائز تھا۔لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں کہنا برا ہے اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں معتبر اور ثقات کی اسناد سے مروی ہے کہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعا کی ہے: ''اللهم علمہ الکتاب والحساب وقہ العذاب'' ۔اے اللہ! تو اسکو کتاب وحساب سکھا اور عذاب سے بچا۔

اور دوسری جگہ دعا میں فرمایا:

''اللهم اجعله هادياً و مهدياً''۔

اے اللہ! اسکو ہادی اور مہدی بنا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا قبول ہے۔

بظاہر معلوم ہوتا ہے کی یہ بات (یعنی خطائے منکر والی) مولانا (جامی) سے سہو ونسیان کے طور پر سرزد ہوئی ہوگی اور نیز مولانا (جامی) نے انہی ابیات میں نام کی تصریح نہ کر کے کہا ہے کہ وہ صحابی اور ہے (حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نہیں) اور یہ عبارت بھی ناخوشی کی خبر دیتی ہے۔" ربنالا تؤاخذنا ان نسینااو اخطانا" ۔اے اللہ! ہم کو بھول چوک پر مواخذہ نہ کر۔

اور وہ جو بعض نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مزمت میں نقل کیا ہے اور اس کی برائی کو تفسیق سے برتر بیان کیا ہے۔اس نقل کا کوئی ثبوت نہیں ہے اور اگر بالفرض اس بات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو ان کے شاگردوں میں سے ہیں، اس نقل کے زیادہ مستحق تھے۔اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جو تابعین میں سے ہیں، اور اس کے ہمعصر اور علمائے مدینہ میں سے زیادہ عالم ہیں۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے گالی دینے والے کو قتل کا حکم دیا ہے۔جیسے کہ اوپر گزر چکا ہے، اگر وہ گالی کا مستحق ہوتا تو اس گالی دینے والے کو قتل کا حسکم کیوں دیتے؟ تو معلوم ہوا کہ ان کو گالی نکالنا گناہ کبیرہ جان کر اس کے (گالی نکالنے والے کو) قتل کا حکم دیا ہے اور نیز اس کو گالی دینا ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو گالی دینے کی طرح کہا ہے، جیسے کہ اوپر گزر چکا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ برائی کے مستحق نہیں ہیں۔

اے بھائی! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تنہا اس معاملہ میں نہیں، بلکہ کم وبیش آدھے اصحاب کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔پس اگر حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے کافر یا فاسق ہوں تو نصف دین سے اعتماد اٹھ جاتا ہے جو ان کی تبلیغ کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، اس بات کو سوائے اس زندیق کے جس کا مقصد دین کی بربادی ہے، کوئی پسنداں نہیں کر سکتا۔

اے برادر! اس فتنہ کے برپا ہونے کا منشاء حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان

کے قاتلوں سے قصاص طلب کرنا ہے، طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما جو اولا مدینے سے باہر نکلے تاخیر قصاص کے باعث نکلے اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بھی اس امر میں انکے ساتھ موافقت کی اور جنگ جمل جس میں تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے اور طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، شہید ہوئے، یہ سب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے باعث ہوا ہے۔ اسکے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے آکر انکے ساتھ شریک ہو کر جنگ صفین کیا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ وہ جھگڑا امر خلافت پر نہیں ہوا اور شیخ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس بات کو اہل سنت کے معتقدات سے کہا ہے اور شیخ ابوشکور رسالمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بزرگ علمائے حنفیہ میں سے ہیں، کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑے خلافت کے بارے میں ہوئے ہیں۔ کیونکہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا: '' اوملکت الناس فارفق بھم'' ۔ جب تو لوگوں کا مالک بنے تو ان کیساتھ نرمی کر۔

شاید اس بات سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کی خواہش پیدا ہوئی، ہو لیکن وہ اس اجتہاد میں خطاء پر تھے۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حق پر کیونکہ ان کی خلافت کا وقت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد تھا۔ اور ان دونوں قولوں کے درمیان موافقت اس طرح ہے کہ ہوسکتا ہے کہ اس منازعت کا منشاء قصاص کی تاخیر ہو۔ اور پھر خلافت کی خواہش پیدا ہوگئی ہو۔ بہر حال! اجتہاد اپنے محل میں واقع ہوا ہے اگر خطاء پر ہے تو ایک درجہ اور حق والے کیلئے دو درجے بلکہ دس درجے۔

اے برادر! اس امر میں بہتر طریق یہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے لڑائی جھگڑوں سے خاموش رہیں اور ان کے ذکر اذکار سے منہ موڑیں۔

پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: '' ایاکم وما شجر بین اصحابی'' ۔ میرے اصحاب کے درمیان جو جھگڑے ہوئے ہیں، ان سے اپنے آپ کو بچاؤ۔

اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:'' اِذاذکراصحابی فامسکوا'' ۔جب میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو زبان کو روکو۔(طبرانی)

نیز حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا:'' اللہ اللہ اصحابی لا تتخذوھم غرضا'' ۔میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کو اپنے تیر کا نشانہ نہ بناؤ۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور نیز عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی منقول ہے کہ:'' تلک دمآء طہر اللہ عنہا ایدینا فلنطہر عنہا السنتنا'' ۔ یہ وہ خون ہیں جن سے ہمارے ہاتھوں کو اللہ تعالی نے پاک رکھا تو ہم اپنی زبانوں کو ان سے پاک رکھتے ہیں۔

اس عبارت سے مفہوم ہوتا ہے کہ ان کی خطاء کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیے اور ان کے ذکر خیر کے سوا اور کچھ نہ بیان کرنا چاہیے، جاننا چاہیے کہ چونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے امامت کی بحث چھیڑ رکھی ہے اور اصحاب کرام علیہم الرضوان کی خلافت کی نسبت گفتگو مد نظر کی ہوئی ہے اور جاہل اہل تاریخ اور سرکس بدعتیوں کی تقلید پر اکثر اصحاب کرام کو نیکی سے یاد نہیں کرتے۔ اور کئی نامناسب امور ان کی جناب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس لئے جو کچھ معلوم تھا تحریر میں لا کر دوستوں کی طرف بھیجا گیا ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''

إذا ظهرت الفتن او قال البدع و سبت اصحابي فليظهر العالم علمه فمن لم يفعل ذالك فعليه لعنة الله و الملئكة و الناس اجمعين لا يقبل الله عدلاً و لا فرضاً ''۔

جب گرنے اور بدعتیں ظاہر ہو جائیں اور میرے کو گالیاں دی جائیں تو عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے، پس جس نے ایسا نہ کیا اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، اللہ تعالی اسکا کوئی فرض و نفل قبول نہ کرے گا۔

پس چاہیے کہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات پر اپنے اعتقاد کا مدار رکھیں۔اور زید وعمر کی باتوں کو نہ سنیں، جھوٹے قصوں پر کام کا مدار رکھنا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے۔فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے تا کہ نجات کی امید پیدا ہو۔" دونہ خرط القتاد" ورنہ بے فائدہ تکلیف ہے۔(مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی: حصہ چہارم اول مکتوب نمبر ۲۵۱ ملخصا)

اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ کتنا ہی بڑا غوث، قطب کیوں نہ ہو، ایک ادنی درجہ کے صحابی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا، جیسا کہ بزرگانِ دین کے مقالات گرامی قدر سے ظاہر و باہر ہے۔

چنانچہ" ازغوث الثقلین قدس سرہ، منقول است کہ اگر در رہ گزر حضرت امیر معاویہ بنشتم و گرو ہم اسپ برمس افتد باعث نجات من شاسم" ۔(فتاوی امدادیہ ص ۱۲۳ ج ۴) حضرت غوث الثقلین (حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ) سے منقول ہے کہ اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے رہگزر میں بیٹھوں اور آپ کے گھوڑے کے غبار میرے اوپر پڑیں تو میں اس کو باعث نجات خیال کروں گا۔

امام ہمام عبد بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ معاویہ رضی اللہ عنہ افضل ہیں یا عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ؟ تو انہوں نے جواب دیا:

"و اللہ ان الغبار الذی دخل فی انف فرس معاویہ مع رسول اللہ ﷺ افضل من عمر الف مرۃ" (مفسق معاویہ من الفرقۃ الغاویہ ص ۲۸)

اللہ کی قسم! وہ غبار جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ گھما ہے، عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے ہزار درجہ افضل ہے۔

اسی طرح بہت سے بزرگوں کے اقوال حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں منقول ہیں مگر منصف کیلئے دونوں بزرگوں کی شہادت کافی ہے۔

مقتل ابی مخنف شیعوں کی کتاب میں ہے کہ امام رضی اللہ عنہ شیعان علی رضی اللہ عنہ کے

برانگیختہ کرنے پر بھی امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت نہیں توڑی“

حین صالح معاویة بن ابی سفیان و هو یومئذ بالکوفة فتقدم سلیمان الی الامام فقال یابن بنت رسول الله انا متعجبون من بیعتك لمعاویة و معك اربعون الف مقاتل من أهل الکوفة کلهم یأخذون العطایا و مثلهم من ابنائهم سوی انصارك من أهل البصرة و أهل الحجاز و لم تأخذ لنفسك ثقة فی العهد و حظاً فی العطیة “. (المقتل ابن مخنف ص ۳۰۲ مطبوعه مکتبه حیدریه نجف اشرف ۱۳۷۵ء در مقدمه)

جب امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی، اس وقت امام حسین رضی اللہ عنہ کوفہ میں تھے۔ تو سلیمان نامی ایک شخص حضرت امام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور کہنے لگا، اے بنت رسول کے فرزند! ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر آپ کی بیعت کر لینے سے بڑے حیران ہیں، چالیس ہزار کوفی جنگجو جو آپ کے ساتھ ہیں، سب کے سب آپ کے وظیفہ خوار ہیں اور اتنی ہی تعداد میں ان کے بیٹے بھی آپ کے ساتھ ہیں۔ یہ سارے ان حضرات کے علاوہ ہیں جو بصرہ اور حجاز میں آپ کے جانثار ہیں تو اتنی قوت کے ہوتے ہوئے آپ نے نہ کوئی اپنی خاطر مضبوط عہد لیا اور نہ ہی اپنے جانثاروں وظیفہ خواروں سے کوئی صلہ حاصل کیا تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ٹھیک ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قوت میں مجھ سے زیادہ نہ تھے لیکن جو مجھے نظر آ رہا ہے۔ تم اس سے اندھے ہو اور قسمیہ کہتا ہوں کہ تمہارے خون کی حفاظت کے سوا میرا کوئی ارادہ نہ تھا اور تمہارے معاملات کی اصلاح ہی میرے پیش نظر تھی تو تم اللہ کی قضا پر راضی ہو جاؤ اور اپنا معاملہ اسکے سپرد کر دو اور اپنے گھروں میں آرام سے بیٹھو۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت ہرگز نہیں

توڑیں گے“ اخبارالطوال“ میں ہے:“

قال فخرج من عنده و دخل على الحسين رضى الله عنه مع عبيدة بن عمرو فقالا ابا عبد الله اشتريتم الذل بالعز قبلتم القليل وتركتم الكثير اطعت اليوم و اعصنا الدهر دع الحسن و ما راى من هذا الصلح و اجمع اليك شيعتك من اهل الكوفة وغيرها و ولنى صاحبى هذه المقدمة فلا يشعر ابن هند الا و نحن فقارعه فلا يشعر ابن هند الا و نحن تقارعه بالسيوف فقال الحسين ان قد بايعنا و عاهدنا و لا سبيل الى نقض بيعتنا “ (الاخبار الاطوال طبع بيروت ص ٢٢٠، تذكره زياد بن ابيه)

حضرت حجر بن عدی امام حسن رضی اللہ عنہ کو سخت ملامت کرنے کے بعد باہر نکلا اور عبیدہ بن عمرو کے ساتھ امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس آیا دونوں نے کہا، اے ابوعبداللہ! عزت دے کر تم نے ذلت خریدی، تھوڑا لیا اور کثیر کھو دیا، آج ہماری سن لیجئے، پھر ساری زندگی ہماری نہ ماننا، امام حسن رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دو۔ اور انکی طے پائی صلح توڑ دو، کوفہ وغیرہ کے اپنے تمام شیعوں کو جمع کیجئے اور اس مقدمہ کا مجھے اور میرے اس ساتھی کو ولی مقرر فرما دیجئے، ابن ہند (امیر معاویہ) کو اسکا اس وقت علم ہوگا جب ہم انکے دروازوں کو تلواروں سے کھٹکھٹا رہے ہوں گے۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: بے شک ہم بیعت کر چکے ہیں، لہذا ہمارے لئے اس بیعت کو توڑنے کا کوئی راستہ نہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے متعلق مورخ دینوری شیعہ نے“ الاخبارالاطوال“ میں نقل کیا ہے: کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کی سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کیساتھ مصالحت پختہ ہوئی تو امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس کوفہ کے کچھ شیعہ آئے، جب اس بات کا علم مدینہ کے حاکم مروان بن حکم کو ہوا تو انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا کہ آپ مجھے اس معاملہ

میں کوئی کاروائی کرنے کا حکم دیں۔

اُس کے جواب میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:‘‘

فكتب اليه معاوية لا تعرض للحسين فی شیء فقد بايعنا و ليس بناقض بيعتنا و لا مخفر ذمتنا و كتب الى الحسين اما بعد! فقد انتهت الى الامور عنك لست بها حربا لان من اعطى صفقة يمينه جدير بالوفآء فاعلم رحمك الله انى متى انكر و متى تكدنى اكدك فلا يستغفر نك السفهآء الذين يحبون الفتنة و السلام فكتب اليه الحسين رضی الله عنه ما اريد حربك و لا الخلاف عليك قالوا و لم ير الحسن و لا الحسين طول حياة معاوية منه سوءا فی انفسهما و لا مكروها عنهما شيئا مما كان شرط لهما و لا تغير لهما من بر " (الاخبار الطوال ص ۲۲۵)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مروان کو (جواب میں) لکھا کہ حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی طرح بھی تعرض نہ کرنا۔ وہ ہماری بیعت کر چکے ہیں اور اسکو توڑنے والے نہیں اور نہ ہی عہد شکنی کریں گے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے یوں خط لکھا۔ امابعد! آپ کی طرف سے کچھ باتیں مجھے پہنچیں۔ جو آپ کی شایان شان نہیں کیونکہ جو شخص دائیں ہاتھ سے بیعت کر لیتا ہے، وہ بے وفائی نہیں کرتا، جان لیجئے! جب تک میں آپ کو اچھا نہ سمجھوں گا آپ بھی مجھے اچھا نہ سمجھیں گے اور جب آپ بے وفائی کریں گے تو مجھ سے وفا کی امید نہ ہوگی، لہذا گزارش ہے کہ فتنہ پرداز لوگ اور بے وقوف آدمی آپ کو بے آرام کرنے کے درپے ہیں، والسلام

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس خط کے جواب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا میں نہ تو آپ سے لڑائی کا خواہشمند ہوں۔ اور نہ ہی مخالفت کا، مؤرخین کا قول ہے کہ حضرات حسنین کریمین

رضی اللہ عنہما نے پوری زندگی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کوئی ناپسندیدہ اور بری بات نہ دیکھی نہ سنی اور نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان شرائط سے روگردانی کی جو ان کے درمیان بوقت صلح طے ہوئیں تھیں، اور نہ ہی کسی نیکی میں کمی کی۔

یہ جو مشہور ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کو خطبوں میں گالیاں دینے کا رواج کیا، غلط اور بہتان عظیم ہے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل سنا کرتے تھے۔

جیسے کہ ''حلیتہ الابرار'' میں ہے: '' ضرار ابن ضمرہ نہشلی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، آپ نے فرمایا: علی رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان کرو۔ ضرار کہنے لگا اس مسئلہ میں مجھے معاف کیجئے، آپ نے فرمایا: نہیں کچھ نہ کچھ ضرور بیان کرو، تو ضرار بولا: اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے وہ ہم میں اس طرح رہے گویا ہمارے جیسے ہی ایک انسان ہیں، کبھی تکبر نہ کیا ہم ان کے پاس جاتے تو ہمیں قریب بلا لیتے اور اگر سوال کرتے تو فوراً پورا فرما دیتے، ہم جب بھی انہیں ملنے گئے ہمیں فوراً اپنے پاس بلا لیا، ہمارے لئے کبھی دروازہ بند نہ کیا اور نہ کسی نے ہمیں ان کے پاس جانے سے روکا، باوجود اس کے کہ ہمیں اپنے قریب جگہ دیتے، ہمیں ان کی ہیبت گفتگو میں پہل نہ کرنے دیتی، آپ مسکراتے تو ایسے لگتا جیسے موتی جڑے ہوں۔

اتنا سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ضرار اور کچھ بیان کرو تو ضرار نے کہا: اللہ تعالی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، آپ بہت شب بیدار اور کم خواب تھے۔ رات میں کئی پہر اور دن میں کئی اوقات قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ پسندیدہ اشیاء راہ خدا میں خرچ کرتے۔ اللہ کے حضور آنسو لئے حاضر ہوتے، نہ ان کی خاطر پردے ڈالے گئے اور نہ ہی کھانے کے بڑے طباق سجائے گئے، گاؤ تکیہ کو نہ کبھی نرم سمجھا اور نہ موٹے کپڑوں کو کھردرا جانا، آپ انہیں محراب میں پیش خدا حاضر دیکھتے جبکہ

رات چھا گئی ہوتی اور ستارے ڈوب رہے ہوتے، آپ کپڑے مار گزیدہ کی طرح پریشان اور بے قرار پہلو بدلتے روتے اور کہتے، یہ دنیا میرے پیچھے پڑی، مجھے چاہتی ہے۔ دور ہو جا، دور ہو جا، مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں، میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں، جن کے بعد کبھی تجھ سے رجوع نہ ہوگا۔

پھر فرماتے: ہائے افسوس! سفر لمبا ہے، توشہ سفر بہت تھوڑا ہے اور راستہ بہت خطرناک ہے، یہ سن کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رو پڑے اور فرمایا: ضرار بس کرو، اللہ کی قسم! ابوالحسن رضی اللہ عنہ ایسے ہی تھے۔ (حلیتہ الابرار ج ا ص ۳۳۹ باب الخامس والعشرون مطبوعہ قم طبع جدید، ۲- الامالی و المجالس شیخ الصدوق ص ۱۷ ۱۳ المجلس الحادی والتسعون مطبوعہ قم)

زیاد بن ابیہ نے سعید بن ابی کامل چھین لیا اور اس کا گھر منہدم کر دیا تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے زیاد کو ایک سفارشی خط لکھا، جس میں انہوں نے سعید بن ابی کا مال واپس کرنے اور اسکا مکان بنانے کو فرمایا: اور مندرجہ ذیل مکتوب زیاد بن ابیہ کی طرف لکھا:

" من حسن بن علی الی زیاد، اما بعد! فانك عمدت الی رجل من المسلمین له ما لهم و علیه ما علیهم فهدمت داره و اخذت ماله و حبست اهله و عیاله فان اتاك كتابی هذا فابن له داره علیه عیاله و ماله و شفعنی فیه فقد اجرته و السلام " (نواسخ التواریخ، مولفه میرزا محمد تقی، زندگانی امام حسن مجتبی ص ۶۱۰)

اس کے جواب میں زیاد نے مندرجہ ذیل گستاخانہ خط لکھا: "

من زیاد بن ابی سفیان الی الحسن بن فاطمه، اما بعد! فقد اتانی كتابك تبدء فیه بنفسك قبلی و انت طالب حاجة و انا سلطان و انت سوقة تأمرنی فیه بأمر المطاع المسلط علی رعیته كتبت الی فی فاسق اوتیه اقامة منك علی

سوء الرای و رضاء منك بذالك و ایم الله لا تسبقنی به و لو كان بین جلدك و لحمك فان أحب لحم علی أن أكله اللحم الذی انت منه مسلمه بجریدیه الی من هو اولی به منك فان عفوت عنه، لم ا كن شفعتك فیه فان قتلته لم اقتله الا لحبه ابار الفاسق، و السلام۔ (ایضاً)

جب یہ خط امام حسن رضی اللہ عنہ کو پہنچا تو آپ نے مندرجہ ذیل خط زیاد کے نام لکھا: ''من الحسن ابن فاطمہ الی زیاد بن سمیۃ ، امابعد! فان رسول اللہ ﷺ قال الولد للفراش وللعاھر الحجر والسلام۔ (ایضاً ص ۱۰۷)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے زیاد کا خط پڑھ کر اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کا خط پڑھا، ناسخ التواریخ میں لکھا ہے آپ بے قرار ہو گئے۔

'' چون معاویہ مکتوب زیاد را مطالعہ نود، شام بروی تنگ شد، سوئے زیاد بدینگونہ منشور کرد''

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد کا خط پڑھا تو اس پر شام کی زمین تنگ ہوگئی اور زیاد کی طرف لکھا جس میں زیاد پر بہت ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

اما بعد! فان الحسن ابن علی بعث الی بكتابك الیه جواباً عن كتاب كتبه الیك فی ابن سرح فا كثرت العجب منك و علمت ان لك رائیین احدهما من ابی سفیان و الآخر من سمیه، فاما الذی من ابی سفیان فحلم و حزم و اما الذی من سمیه فما یكون من رأی مثلها، من ذلك كتابك الی الحسن تشتم اباه و تعرض له بالفسق و لعمری انك اولی بالفسق من أبیه، فاما ان الحسن فحق لمثل الحسن أن یتسلط و اما قولك فیما شفع فیه الیك فحظ و فحشه عن

نفسك الى من هو أولى به منك ۔

" فاذا ورد عليك كتابي فخل ما في يديك لسعيد بن ابي سرح و ابن له داره ورد عليه ماله و لا تعرض له و لا تعرض له فقد كتبت ابي الحسن أن يخيره ان شاء اقام عنده و ان شاء رجع الى بلده و لا سلطان لك عليه لا بيد و لا لسان و اما كتابك الى الحسن باسمه و اسم امه و لا تنسه الى ابيه فان الحسن ويحك من لا يرى به الرجم أن والى أى ام و كلته لا ام لك اما علمت انها فاطمه بنت رسول الله (ﷺ) فذلك الفخر له كنت " ۔

خط کے اختتام پر مندرجہ ذیل شعر لکھے:

اما حسن ابن الذى كان قبله

إذا سار سار الموت حيث يسير

وصل يلد الرئبال الا نظيره

وذا حسن شبه له و نظير

و لكنه لو يوزن الحلم و لحمى

بامر لقالوا بذيل و ثبير (ایضا ص ۱۰۸)

اس خط کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی نظر میں حضرت علی اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہم کی کتنی عزت تھی؟ یہ شیعہ حضرات کی لغویات ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے منبر رسول پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں پر لعنت اور گالیوں کی ابتداء کی۔

ناسخ التواریخ میں حضور علیہ السلام کے ارشاد" ان ھذا ریحانی ان ابنی ھذا سید وعسی ان یصلح اللہ بہ فئتین من المسلمین" کے تحت لکھا ہے:" پس باقتضای وقت وحکمت خداوند برامیر المؤمنین علیہ السلام

واجب بود کہ جنگ کند بر حسن علیہ السلام فرض بود کہ صلح فرماید۔(ایضاح ج ۱ ص ۲۱۹،۲۱۸)

اللہ کی حکمت اور وقت کے تقاضا کے پیش نظر حضرت امیر علیہ السلام پر جنگ کرنا واجب تھا اور امام حسن علیہ السلام کی صلح کرنی فرض تھی۔

شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں، ان کی شان میں گستاخی کرنا اگر التزام کفر نہیں تو لزوم کفر میں داخل ضرور ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ و دیگر اہل بیت رضی اللہ عنہم سے دشمنی کی یا انہیں سب وشتم کرتے یا کراتے تھے، سراسر ضلالت و جہالت پر مبنی ہے۔ جو نضر بن فراحم، یونس بن جناب اور مرحوب وغیرھم جیسے رافضیوں کی روایات پر مبنی ہے، فرمان ذی شان آنحضرت ﷺ اور کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا۔(ماخوذ از فتوی خواجہ قمر الدین سیالوی ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ان ابنی ھذا سید لعل اللہ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین“۔(بخاری ج ۱ ص ۵۳۰) میرا یہ بیٹا سید ہے، میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالی اس کے باعث اسلام کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا۔

حضور علیہ السلام کا یہ ارشاد حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے محامد میں شمار کیا جاتا ہے اور اس کی پیش گوئی دی گئی کہ حضرت امام دو بڑے گروہوں میں صلح کرائیں۔ جو حضور اقدس ﷺ کے ان دونوں گروہوں کو مسلمان نہیں سمجھتا، وہ حضور علیہ السلام، علی المرتضیٰ اور امام حسن رضی اللہ عنہما کو جھٹلاتا ہے، وہ کوئی مسلمانوں سے الگ جنس ہے۔

حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ پر طعن کرنے والا درحقیقت امام حسن رضی اللہ عنہ پر طعن کرتا ہے، انہوں نے معاذ اللہ فاسق کو خلافت اسلامیہ سپرد کر دی، بلکہ حضور اکرم ﷺ پر طعن ہے کہ انہوں

نے اسے امام حسن رضی اللہ عنہ کے محامد میں شمار فرمایا، بلکہ یہ اللہ تعالی پر طعن ہے کہ حضور ﷺ پر یہ پیش گوئی القاء فرمائی، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

غرضیکہ خطائے اجتہادی میں فسق کا فتوی خود فسق ہے، حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس خطائے اجتہادی پر فاسق قرار دینے والا رافضی یا کم بخت خارجی جو نسبت کا لبادہ اوڑھے ہوئے حضرت سیدنا معاویہ صحابی رسول اللہ ﷺ جو سراپائے خیر اور فسق کی نسبت سے پاک ہیں، کو شتم کرتا ہے۔

ششم خلیفۂ راشد ہیں، حضور علیہ السلام نے جو آپ کو بادشاہ فرمایا اس کا یہ مطلب نہیں کہ بادشاہت اور خلافت دو ضدین ہیں۔ آپ کی حکومت کے دو دور ہیں، ایک دور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے پہلے کا، دوسرا دور امام حسن رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد کے بیعت کرنے کے بعد کا آپ کی زندگی کا پہلا دور بادشاہت کا ہے، وہ بھی ظالم و جابر بادشاہوں کا نہیں، عادل بادشاہ کا دور ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے "السلطان العادل ظل اللہ" فرمایا ہے۔ آپ کی حکمرانی کا دوسرا دور خلافت راشدہ کا دور ہے۔

عجیب بات ہے آپ کو گالیاں دینے والے امام حسن رضی اللہ عنہ کو تو خلیفہ راشد مانتے ہیں لیکن جس کے ہاتھ پر خلیفہ راشد بیعت کر رہا ہے اس کو فاسق و فاجر کہتے ہیں۔ یہ لوگ درحقیقت امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی دل سے خلیفہ راشد نہیں مانتے، اگر وہ آپ کو راشد مانتے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فاسق و فاجر نہ کہتے۔

ہم الحمد للہ! سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو پنجم خلیفۂ راشد مانتے ہیں، آپ کا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا خود اس کی بڑی قوی دلیل ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں، کیونکہ یہ کیسے ممکن ہے کہ خلیفہ راشد کسی ظالم و جابر اور فاسق کے ہاتھ پر بیعت کر لے، اگر وہ ایسا کرے گا تو خلیفہ راشد نہیں ہوگا۔

الحاصل ! یہ کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حکومت کا دور قبل از بیعت امام حسن رضی اللہ عنہ عادل بادشاہ کا دور تھا اور بیعت کے بعد خلیفۂ راشد کا دورِ حکومت تھا۔

خطائے اجتہادی کا تعلق بھی صرف حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ جنگ کے ساتھ خاص ہے، نہ آپ کی پوری زندگی کو محیط۔ حضرت سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ بلکہ کسی بھی صحابی کی شان میں گستاخی کرنا اور برا کہنا رافضی ہے، ایسا شخص جو آپ کو برا کہے شیعہ ہے، وہ ہرگز سنی نہیں ہے، اس کے پیچھے ہرگز نماز نہ پڑھی جائے، ایسے کو اہل سنت کہنا باطل و ناجائز ہے۔ امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' وفی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اہانتہ شرعا'' (بدعتی و فاسق فاجر کے) مقدم کرنے میں اس کی تعظیم ہے، اس کی اہانت اور حوصلہ شکنی کرنا لازم ہے۔ صحابہ کرام کو برا کہنے والے بدعتی اور فاسق ہیں، مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہیے، واللہ اعلم

بالصواب

علی احمد سندیلوی

مفتی دار العلوم جامعہ جماعتیہ حیات القرآن پاپڑ منڈی لاہور

حوالہ درج ذیل ہے:

(مقام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، علامہ علی احمد سندیلوی، ص110 تا133، مطبوعہ پروگریسو بکس لاہور، طبع اول ۲۰۱۲ء)

(طالب دعا: ایڈمن دفاع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ)